حرنانیہ اور اسلامی نظام اعتقادات و عملیات کا تجزیاتی اور تقابلی جائزہ

An Analytical and Comparative Study of Harnaniya and the Islamic System of Beliefs and Practices

* ڈاکٹر حافظ فیاض علی

** ڈاکٹر فخر الدین

Abstract

Harnaniya religion is one of the Gnosticism religions. In Arabic it is identified with Sabaean Mandaean. This is one of the oldest Monotheistic religion. Now a day's they have many kind of sacred manuscripts which are related to Sabaean Mandaean religion. These people also called in the Quran to obey Quran and Muhammad SAW like Jews and Christians. They have their own Shariya (Din) consisted on various aritcles of Faiths, and good action. The prophets of Harnaniya religions are Adam, sheth, Enoch, Specially Jhon the Baptist. The Muslim Scholars also discussed them but in very opposite figure. They characterized Sabiah/Mandaeah religion as Polytheist. However, in the light of their own Holy Scriptures this religion is Monotheist.

Keywords: *Harnaniya, Monotheist, manuscripts, Shariya, articles of Faiths, Polytheist*

حرنانیہ [1]، صابئہ مندائیہ مذہب کا دوسرا نام ہے جیسا کہ ابن ندیم [2] نے اپنی "الفہرست" میں صراحت کیا ہے [3] اس مذہب کے وجود اور ان کے اعتقادات (ایمانیات) اور عملیات (شریعت) کے بارے میں مسلمان محققین اور حکماء کے مابین مختلف اراء پائے جاتے ہیں۔ یہ انتہائی غور طلب نکتہ ہے کہ قرآن مجید نے یہودیت، مسیحیت اور اسلام کے مقابل میں اس مذہب کا ذکر تین دفعہ کیا ہے [4]۔ یہی وجہ ہے کہ ابتداء سے تاامروز مسلمان مفسرین، محدثین، محققین اور حکماء اس مذہب کو مختلف اراء کے ساتھ زیر بحث لاتے ہیں۔ عصر حاضر میں مذہب ھٰذا (حرنانی مذہب) کے دینی کتب بھی منصہ وجود پر آچکے ہیں جو بنیادی طور پر لغت مندائی میں ہیں البتہ ان کے عربی اور انگریزی تراجم بھی اب پائے جاتے ہیں جس کی وساطت سے اس مذہب کے وجود، ایمانیات اور شریعت کے بارے میں بآسانی معلوم کیا جاسکتا ہے۔ ذیل میں حرنانی مذہب کے اعتقادات اور عملیات کے بارے میں مسلمان محققین اور حرنانی مذہب کی دینی کتب کی روشنی میں جائزہ لیا جائے گا۔

مذہب حرنانیہ (صابئہ مندائیہ مذہب) کے بارے میں مسلمان محققین اور خود صابئہ مندائیہ مذہب کی دینی کتب کے مندرجات میں کافی تضاد پایا جاتا ہے۔ چونکہ قرآن مجید میں اس گروہ کا تذکرہ موجود ہے اس لئے ہمارے مفسرین نے ان آیات کے تحت اس گروہ کے بارے میں مختلف اراء بیان کئے ہیں ابن ابی حاتم [5] نے حضرت قتادہ کی روایت سے ذکر کیا ہے کہ یہ گروہ فرشتوں کی عبادت کرتا ہے اور زبور کی تلاوت بھی کرتا ہے اور دوسری روایت ابی الزناد سے نقل کیا ہے کہ یہ گروہ عراق میں "کوثی" علاقہ میں آباد تھی اور جملہ انبیاء کرام پر ایمان رکھتے ہیں۔ [6] نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والوں پر مشرکین مکہ "صبأ الرجل" کا اطلاق کرتے

* لیکچرار، شعبہ اسلامیات، جامعہ پشاور۔

** لیکچرار، شعبہ اسلامیات، یو ایس ٹی بنوں۔

تھے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوذرؓ کو اسی لقب سے ملقب کیا گیا تھا[صبأ عمر] کیونکہ وہ ان کے خیال میں اباء و جداد کے دین کو چھوڑ گئے ہیں۔[7] چونکہ مشرکین مکہ خود کو دین "حنیف" پر سمجھتے تھے اسلئے مسلمانوں کو یوں کہا کرتے تھے۔ علامہ شہرستانی[8] نے اس مذہب کی دو شاخیں بتائی ہے۔

- اصحاب الھیاکل یعنی وہ لوگ جو کواکب کی تعظیم کا شکار تھے۔ اور ان کی شکل و صورت کو ان کی روحانیت کا مظہر سمجھ کر پوجا کرتے تھے۔
- اصحاب الاشخاص وہ لوگ تھے جو جو ہاتھوں سے بنی مورتیوں (جن کے پیچھے اشخاص ہوا کرتے تھے) کی پرستش کیا کرتے تھے۔ نیز انہوں نے ستاروں کے خواص و آثار کے لحاظ سے مورتیاں بنائیں یعنی بہادری کو شیر سے، خوبصورتی کو عورت سے تعبیر کر کے ان کو پوجنے لگے۔[9]

علامہ عبد الکریم شہرستانی اور عبد الحق حقانیؒ[10] دونوں کا نکتہٴ نظر یہ ہیں کہ اس مذہب کے پیروکار اپنی نسبت حضرت ادریسؑ کی طرف کرتے ہیں ان کے علاوہ حضرت زکریاؑ اور حضرت یحیٰؑ کو بھی اپنا نبی مانتے ہیں۔ اور اصلاً وہ مذہب ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے مقابلے میں موجود تھا۔ اور صابئہ مذہب ہی کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کو "حنیف" کہا گیا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ جو واقعہ کواکب پیش آیا تھا جس کا ذکر قرآن مجید (سورۃ الانعام ۶:۷۵) میں موجود بھی ہے۔ عبد الحق حقانی صاحب مزید رقمطراز ہے کہ " قرآن مجید میں اس لفظ کا استعمال اسی معنی میں ہوا ہے جس کا منشاء یہی ہے بت پرستی سے یکسو ہونا۔ جبکہ بت پرستی مذہب صابئہ کا اہم اصول ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے دور میں اس مذہب کا کافی چرچا تھا(شاید انہوں نے دین ادریسؑ یعنی اسلام کا اصل خلیہ بگاڑا تھا جس طرح مشرکین مکہ نے اصل "دین حنیف" کا خلیہ بگاڑ کے امام شاہ ولی اللہ[11] کے مطابق "تحریف[12]" کا ارتکاب کیا تھا۔ تو رسول اکرم ﷺ مبعوث کئے گئے تھے۔ بالکل یہی رائے امام ابن تیمیہؒ[13] کی ہے وہ کہتا ہے کہ صابئہ کی دو قسمیں ہیں۔(۱۔صابئہ حنفاء، ۲۔صابئہ مشرکین) صابئہ حنفاء وہ لوگ ہے جو حضرت ابراہیمؑ سے پہلے موجود تھے۔ یہ لوگ اللہ کی وحدانیت کے قائل تھے اور اس کے ساتھ کوئی کفر نہیں کیا تھا۔ اسلامی شریعت کے ساتھ تمسک کئے ہوا تھا۔ اوصاف حمیدہ کے متبع اور رذائل اخلاق سے مجتنب تھے۔ انبیاء کرام کے بتائے ہوئے تحلیل و تحریم کے قائل تھے۔ اور صابئہ مشرکین سے مراد وہ لوگ ہیں جو پہلے پہل صحیح دین پر تھے لیکن بعد میں فرشتوں کی عبادت کرنے لگے [وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔(سورۂ اٰل عمران ۳:۸۰)،[وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ - لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ۔(سورۃ الانبیاء ۲۵:۲۶،۲۷)]]، یہ لوگ زبور کی تلاوت کرتے ہیں، نماز بھی پڑھتے ہیں لیکن کواکب پرست ہے اسلئے ان کا ذبیحہ حلال ہے اور نہ ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح۔ اِلّا یہ کہ رسول اکرم ﷺ پر ایمان لائے اور قرآن مجید کی صداقت تسلیم کریں۔ یہ لوگ بمنزلہ مشرکین عرب کے تھے جو پہلے دین حنیف کے پیرو تھے۔ ان کے پاس شریعت بھی نہیں تھی نہ الہامی کتاب لیکن بعد میں عمرو بن لحی نے دین حنیف کا حلیہ بگاڑ دیا اور ان کے اندر بت پرستی جاری کر دی۔[14]) اور اسی مذہب سے حضرت ابراہیمؑ کا مقابلہ بھی ہوا تھا۔ (قرآن مجید میں اثبات توحید اور رد شرک کے سلسلے میں حضرت ابراہیمؑ کے چار مجادلوں کا ذکر ہے جو ان کا قوم کا ساتھ، بادشاہِ وقت کے ساتھ، باپ کا ساتھ اور ان سب کے ساتھ مشترکہ طور پر مجادلہ۔ حضرت ابراہیمؑ کی ان مجادلوں کا محور قوم کی اصنام پرستی، مظاہر پرستی اور اشخاص پرستی کا رد تھا)۔ اس مذہب کے حاملین کا موقف یہ تھا کہ جہاں کا خالق اصل میں ایک ہی ہے جو تمام دھبوں سے منزہ ہے البتہ ہم ان کے جلال تک بدون کسی واسطے کے پہنچ نہیں سکتے اسلئے ہمیں ان تک پہنچنے کیلئے وسائط تلاش کرنے پڑے اور وہ ہمیں اس کے ہاں ملے جو مقرب کہلاتے ہیں اور وہ روحانیات ہے (اسلئے ان لوگوں کو اصحاب الروحانیات بھی کہتے ہیں)[15]

بہر حال جو بھی ہے عصر حاضر میں اس مذہب کا وجود بھی ہے انکی اپنی شریعت بھی ہے اور اپنی کتب مقدسہ بھی رکھتے ہیں۔ اگر ژرف نگاہی کے ساتھ اس مذہب سے متعلقہ ان کے دینی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ یہ ایک توحیدی مذہب ہے۔ انبیاء کرام پر ایمان رکھتا ہے۔ فرشتوں پر اعتقاد رکھتا ہے۔ جزا و سزا کا تصور رکھتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ حضرت یحیٰؑ تک آئے ہوئے انبیاء کرام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان انبیاء کرام پر ایمان رکھتے ہیں جو صابئہ مندائیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی نسبت حضرت ادریسؑ[16] کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ تو اگر حضرت ادریسؑ کی عہد نبوت کو قرآن مجید میں دیکھا جائے تو اس کا ذکر قرآن مجید میں دو دفعہ آیا ہے۔ [وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا - وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا(سورۃ مریم۔۱۹:۵۶،۵۷)]، [وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِنَ الصَّابِرِينَ (سورۃ الحج۔۲۱:۸۵)] اور دونوں جگہ اس کے سیاق وسباق میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر پہلے آیا ہے جس سے گمان ہو سکتا ہے کہ اس کا عہد نبوت حضرت ابراہیمؑ کے بعد آتا ہے۔ اگرچہ قرآن مجید میں اس طرح زمانی ترتیب کا لحاظ رکھا جانا ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن ہمارے اکثر مؤرخین حضرت ادریسؑ کا عہد نبوت حضرت ابراہیمؑ سے قبل کا بتاتے ہیں۔ جیسا کہ بائبل میں بھی تصریح ہے کہ ”حنوک (حضرت ادریسؑ) نے کل ۳۶۵ سال کی عمر پائی اور وہ خدا کے ساتھ چلتا رہا اور غائب ہو گیا کیونکہ خدا نے اسے اٹھالیا“[17] بائبل میں اس ذکر کے سیاق وسباق میں حضرت آدمؑ اور حضرت نوح کا تذکرہ ہے اور حضرت ابراہیمؑ کا بعد میں۔

حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک مرور زمانہ کی وجہ سے صابئہ مندائیہ مذہب کے اعتقادات و عملیات میں کافی مدّ و جزر رہا ہے جس کی وجہ سے اس مذہب کی ہیئت مختلف زمانے میں مختلف رہی ہے۔ حضرت آدمؑ سے نبی کریم ﷺ تک اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کیلئے ایک دین کے ساتھ جملہ انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا ہے۔ بعد میں لوگوں نے اسلام کی اصلی ہیئت کو بگاڑ کے شخصی یا جغرافیائی اسماء کے ساتھ موسوم کیا ہے جیسے یہودیت، مسیحیت۔ اسی طرح صابی مذہب بھی ہے جو کبھی شخصی نام کے ساتھ منسوب ہوا ہے، کبھی جغرافیائی نام کے ساتھ مشہور ہوا ہے اور کبھی لسانی نسبت کی وجہ سے دنیا میں اس کی جان پہچان ہوئی ہے۔ عصر حاضر میں اس مذہب کی شہرت کی وجہ ”لسانی انتساب“ ہے۔

صابئہ مندائیہ مذہب کے اعتقادات وایمانیات:

صابئہ مندائیہ کی سب سے مہتم بالشان اور مقدس کتاب ”گنزا ربا، الکنز العظیم، الکتاب المقدس“ سمجھا جاتا ہے اس کے سرورق پر جو 'بسملہ' درج ہے وہ یوں ہے [باسم الحی العظیم] ہمارے دین اسلام میں اس کے مقابلے میں [بسم اللہ الرحمن الرحیم] ہے جو صابی تسمیہ سے سلاست اور روانی میں اظہر من الشمس ہے۔ اصل میں مندائی مذہب میں جس طرح توحید فی الذات کا تصور موجود ہے تو اسی طرح توحید فی الاسماء والصفات بھی موجود ہے۔ صابی بسملہ دو صیغوں سے عبارت ہے مفرد اور جمع جو بنیادی طور پر ایک چیز پر دلالت کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر، استعانت اور تسبیح۔ مندائی زبان میں صابئہ بسملہ اس طرح ہے [إبشو ما إدهيّ ربّي] ائ [بإسم الحيّ العظيم-اؤ-بإسمه الحيّ العظيم] یہی صابی بسملہ صیغہ جمع کے ساتھ بھی وارد ہے جیسے [إبشوما إدهون ربّي] ائ [باسماء او باسماءه الحيّ العظيم] اسی طرح گنزا ربا اور ہر مندائی مذہبی کتاب کا خاتمہ بھی صفات باری تعالیٰ کے ساتھ ہوا ہے جسے مندائی زبان میں [هي زاكن] جس کا مطلب ہے [حيّ المزكّي، حيّ الغالب-حيّ الناصر][18]۔ اسی کتاب میں تسمیہ کے بعد جو جملہ درج ہے وہ یہ ہے کہ 'الکنز العظیم' کا عربی میں ترجمہ کا مقصد وحید یہی ہے کہ چونکہ ہم اللہ تعالیٰ، فرشتے، انبیاء، آسمانی کتب و

صحائف اور معاد پر ایمان ویقین رکھتے ہیں تو لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ صابئہ مندائیہ مذہب کے پیرو اسلام کے ساتھ الفت رکھنے والے اور اجتماعیت کے ساتھ وابستہ لوگ ہیں"

جب اس کتاب کے مندرجات کو بنظر غائر دیکھا جاتا ہے تو سب سے اول کتاب میں "التسبیح الاول" کا عنوان [التوحید] رکھا گیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ عقیدہ بیان کیا گیا ہے:

" اللہ تعالیٰ ازل سے تا ابد ہے۔ جملہ اشیاء کا خالق اور جمیل صنّاع ہے جو اس کو پکارتا ہے تو وہ قریب اور مجیب الدعوات ہے وہ ایسی ذات ہے جس کیلئے نہ کوئی حد ہے نہ اس کو ناپا جا سکتا ہے۔ اس کا عرش ثابت ہے عظیم ملکوت کا مالک ہے جس کا نہ باپ ہے نہ بیٹا اور نہ ملکیت میں اس کا کوئی ساجھی ہے"[19]

یہ باتیں لکھنے کی حد تک زیادہ واضح بھی ہے اور حقیقت کے مطابق بھی ہے یہی باتیں حضرت ادریسؑ کے صحائف، اور حضرت ابراہیمؑ وحضرت موسیٰؑ کے صحائف میں بھی تھیں جیسا کہ سورۃ الاعلیٰ میں ہے:

"سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى - الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى - وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى"[20]

"پاکی بیان کر اپنے رب کے نام کی جو سب سے اوپر ہے۔ جس نے بنایا پھر ٹھیک کیا۔ جس نے بنایا پھر ٹھیک کیا"

آگے اسی سورت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "بیشک بھلا ہوا اس کا جو سنورا۔ اور لیا اس نے نام اپنے رب کا پھر نماز پڑھی۔ کوئی نہیں تم بڑھاتے ہو دنیا کے جینے کو۔ اور پچھلا گھر بہتر ہے اور باقی رہنے والا۔ یہ لکھا ہوا ہے پہلے ورقوں میں۔ صحیفوں میں ابراہیم (علیہ السلام) کے اور موسیٰ (علیہ السلام) کے"[21]

البتہ عملی طور پر اس مذہب سے وابستہ لوگوں میں توحید کا فقدان پایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اب تعدد الٰہ کے قائل ہیں خصوصاً کواکب پرستی اور مظاہر پرستی ان کے اندر رچ بس گئی ہیں۔

علامہ عبد الکریم شہرستانی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "یہ اصل میں صحف قدیم میں علمیات (علمی و ایمانی مباحث) اور عملیات کی ایک جھلک اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں دکھلا دی کہ قرآن اور صحف قدیم کے بعض مندرجات میں بہت یکسانیت پائی جاتی ہے البتہ ان لوگوں نے انبیاء کرام کے صحف مقدسہ اور کتب مقدسہ میں تغیر و تبدل کیا"[22] اور اگر سورۃ النجم کا مطالعہ کیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ سورت انہی لوگوں کے رد میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ چونکہ یہ پہلے مؤحد تھے بعد میں ملک پرستی (فرشتوں کی عبادت کرنا) اور نجوم پرستی (ستاروں کی پرستش کرنا) میں مبتلا ہو گئے تو ان کے دونوں باطل عقیدے کا رد اس سورت میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَى- إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثَى - وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا"[23]

" اور بہت سے فرشتے ہیں آسمانوں میں کچھ کام نہیں آتی ان کی سفارش مگر جب حکم دے اللہ جس کے واسطے چاہے اور پسند کرے۔ اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے آخرت کا وہ نام رکھتے ہیں فرشتوں کے زنانے نام۔ اور ان کو اس کی کچھ خبر نہیں محض اٹکل پر چلتے ہیں اور اٹکل کچھ کام نہ آئے ٹھیک بات میں"

آگے اللہ تعالیٰ صحف ابراہیمؑ اور صحف موسیٰؑ کے بعض ضروری محتویات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھانے والا، اور ہر انسان کیلئے وہی ہے جو وہ خود کماتا ہے اور اس کا کمایا ہوا اس کو دکھلا دیا جائے گا اور اس کو اپنے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ حیات اور موت، صحت و بیماری، بسط و قدر کا وہی اللہ تعالیٰ کا مالک ہے۔۔۔۔ اور وہی رب ہے 'شعری' ستارے کا بھی"[24]

اس جگہ پر اللہ تعالیٰ نے نجوم پرستی کی جڑ ہی کاٹ دی کہ عالم کے احوال میں ستاروں کی کوئی تاثیر ہی نہیں خواہ وہ "شعری" ستارہ ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سب کا رب ہے۔ رسول اکرم ﷺ ایک ایسی بات کی دعوت دے رہے ہیں جو ان سے قبل دیگر انبیاء کرام بھی یہی دعوت دے کر گئے ہیں۔

حرنانیہ (مندائیہ) مذہب میں عقیدۃ الملائک اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوق ہے جو نور سے بنی ہے بغیر کسی تحدید کے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں اس کا نور زائل ہونے والا نہیں، ایسی خشوع رکھتے ہیں جس میں کوئی معصیت نہیں، اور ایسی نیکی جس میں کوئی مخالفت نہیں، ایسے ایمان سے متصف ہے جس میں کوئی خدع نہیں، صدق ایسی صفت کے ساتھ ہے جس میں کوئی کذب نہیں، اور ان کے ہاں ایسی بھلائی ہے جس میں کوئی شر نہیں، وہ معزز و مکرم ہے، نہ کمزور ہوتے ہیں اور نہ تکلیف محسوس کرتے ہیں، نہ انہیں بھوک لگتی ہے اور نہ اللہ کی عبادت سے تھکتے ہیں"[25] آگے فرشتوں کے بارے میں مزید بیان کیا گیا ہے" فرشتے اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق ہے کہ اللہ کا حکم کہ حضرت آدمؑ کی جانب سر جھکاؤ تو سر مو انحراف نہیں کیا لیکن ایک شریر مخلوق شیطان نے انکار کیا اسلئے اے لوگو! شیطان کا کہنا مانو ورنہ خسارے میں پڑ جاؤ گے"[26]

گنزا ربا کتاب میں فرشتوں کی بابت محتویات بالا میں ٹھیک وہی نظر آرہا ہے جو قرآن و سنت میں فرشتوں اور شیطان کے بارے میں موجود ہے البتہ صابئہ مندائیہ مذہب کے حاملین نے جس طرح توحید کا عقیدہ بگاڑ دیا ہے اسی طرح "عقیدۃ الملائک" میں بھی فساد کیا ہے کیونکہ صابئہ مذہب کے مطابق فرشتے اللہ تعالیٰ کی روحانی اور مقرب مخلوق ہے اسلئے یہ ہمارے سب سے اعلیٰ و برتر وسائط ہیں ان کی وساطت سے ہم اللہ تعالیٰ تک رسائی کر سکیں گے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ باطل پرستوں کی اس عقیدے کے مختلف زاویوں سے رد کیا گیا ہے ایک تو اوپری آیات کریمہ میں فرشتوں کے حوالہ سے "وسیلہ" بنانے کے عقیدے کا رد آیا ہے دوسرا اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں سے فیصلے کے دن (یوم الحساب) استفسار کرلینگے کہ

"وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ - قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ - فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ"[27]

"[اور جس دن جمع کرے گا ان سب کو پھر کہے گا فرشتوں کو کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے پاک ذات ہے تیری ہم تیری طرف میں ہیں نہ ان کی طرف میں نہیں پر پوجتے تھے جنوں کو یہ اکثر انہی پر اعتقاد رکھتے تھے۔ سو آج تم مالک نہیں ایک دوسرے کے بھلے کے نہ برے کے اور کہیں گے ہم ان گناہ گاروں کو چکھو تکلیف اس آگ کی جس کو تم جھوٹ بتلاتے تھے]"

خود صابئہ مندائیہ مذہب کے نصوص دینیہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مورتی اور نہ دیگر مخلوق کی پرستش کرو بلکہ جو ایسا کرے گا وہ سیدھا جہنم جائے گا۔ گنزار با میں ہے "شیطان کی عبادت نہ کرو نہ اصنام پرستی اور اوثان پرستی کا ارتکاب کرو، تراشیدہ احجار پرستی سے اجتناب کرو ورنہ اگر ایسا کروگے تو یاد رکھنا ایک دن میرے پاس آنا ہے تو آپ کو اس کا حساب دینا پڑے گا اور آپ انتہائی گھاٹے میں ہونگے کیونکہ تیرا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا اور وہ بہت بری جگہ اور تو اس میں ہمیشہ رہوگے"[28] گنزار با میں آگے عبادۃ الاوثان پر اس سے بھی زیادہ سخت تنبیہات اور زواجر موجود ہیں[29] اور کتاب "الصابئون المندائیون: إیمانہم وعقیدتہم" کی صفحہ (۳۱ تا۳۳) ایک نہایت زبردست تنقیدی نوٹ لائق اعتناء ہے جو مندائیوں کی کواکب پرستی اور اصنام پرستی کے رد میں ہیں۔

علاوہ ازیں صابئہ مندائیہ مذہب میں انزال الکتب والصحف السماویہ اور ارسال الرسل کا تصور بھی ہے۔ اس مذہب زبور کی اہمیت بھی ہے۔ حضرت آدمؑ، حضرت شیثؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت ابرہیمؑ اور حضرت یحیٰؑ کے صحیفوں کی قائل ہیں اور اپنے پاس ہونے کا بھی دعویٰ رکھتے ہیں لیکن پہلے تو ان کے الہامی ہونے کے بارے میں قطعی اور یقینی طور سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اور دوسرا یہ کہ قرآن مجید ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے دینی نوشتوں یعنی توراۃ، زبور اور انجیل میں تغیر (ذات تبدیل کرنا) و تبدل (وصف تبدیل کرنا) ہے تو اس طرح صابی مذہب کی مقدس کتب بھی تغیر و تبدل سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ مع اس کے مندائی مذہب میں حضرت آدمؑ، حضرت شیثؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت نوحؑ، سام بن نوح، حضرت زکریا اور حضرت یحیٰؑ کو اپنے انبیاء تصور کئے جاتے ہیں۔ گنزار با میں ان انبیاء کرام کے مواعظ اور وصایا موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ صابی مذہب میں موت اور بعث بعد الموت کا بھی تصور پایا جاتا ہے۔ قیامت کے دن جزا و سزا کے بھی قائل ہیں۔ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی ابدیت پر زور دیا جاتا ہے۔ گنزار با کی تیرھویں کتاب جو "تعالیم آنوشؑ" کے ساتھ معنون ہے اس میں دنیا اور اس کے اعمال اور آخرت اور اعمال کے نتائج اور اثرات کا ذکر موجود ہے۔ آنوشؑ وعظ کرتے ہوئے کہتا ہے

> "اس دنیا میں آج موقع ہے نیک اعمال بجالاؤ کیونکہ آج عمل کا دن ہے کل ان اعمال کا حساب لیا جائے گا جہاں کوئی نفس کسی دوسرے نفس کے کام نہیں آئے گا نہ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ اٹھائے گا کوئی کسی کے ساتھ کلام کرنے کی طاقت نہیں پائے گا نہ کوئی کسی سے کوئی سوال کرپائے گا اندھیرے میں صرف اتنا پوچھے گے کہ ہم اس عذاب میں کب تک رہیں گے؟ ہر انسان کے آگے آگے ان کے اعمال ہوں گے اعمال ہی آج ان کے سردار ہوں گے اس دن مقدس ہستیوں (ناصورائیون اور مندادھی) کی عاجزی اور امید کے ساتھ بزرگی کرتے ہوئے گڑگڑائے گے کہ ہمیں شیطان نے اغوا کیا تھا اسلئے اس کے بہکاوے میں آئے تھے آپ ہمارے دنیا میں پیشوا تھے اسلئے آج عندالرحمن کے ہاں ہمارے لئے سفارش کرے۔ وہ جواب دینگے کہ ہم نے دنیا میں تمہیں جنت عدن کی بشارت دی تھی لیکن آج دیکھو تم لوگ کہاں کھڑے ہوں؟ کیا یہ جنت عدن ہے؟ ہم نے تمہیں ایسی حیات کی طرف دعوت دی تھی جہاں موت بھی مر جاتی ہے اس کے بعد کسی کو موت نہیں آئے گی اور ایسی نور کی طرف دعوت دی تھی جہاں ظلمات کا نام ونشان تک نہیں۔ آج جواب دو کس نے ہماری دعوت کو قبول کیا تھا؟[30]

یہ ایک ایسا وعظ ہے جس کی اہمیت ہر دور میں مسلم ہے نیز قرآن مجید میں دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی ابدیت کے بارے میں کس کس انداز میں موعظت کی گئی ہے۔ صابئہ مندائیہ مذہب کی موت اور آخرت کے بارے میں جو بیانیہ قائم کیا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں

کہ قرآن مجید اور گنزاربا کے دنیا و آخرت کی بیانیہ کے حوالے سے بہت یکسانیت پائی جاتی ہے۔ صابئہ مندائیہ مذہب میں موت اور آخرت کے تصور کے بارے میں ایک کتاب "الصابئۃ المندائیون: ایمانھم وعقیدتھم" میں نہایت زبردست اور مدلل بحث موجود ہے جو قابل مطالعہ ہے[31]

صابئہ مندائیہ مذہب کا نظام عملیات

صابئہ مندائیہ مذہب کے ارکان خمسہ:

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا کے مصداق صابئہ مندائیہ مذہب میں بھی پانچ" ارکان اسلام" کی طرح پانچ "ارکان دین" ہے ۔ البتہ اسلام اور صابئہ مندائیہ دونوں مذاہب کے ارکان خمسہ کی تخصیصات اور تعین میں فرق پایا جاتا ہے۔ اسلام کے ارکان خمسہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یوں بیان کیا ہے۔

> " عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ"[32]
>
> "حضرت ابن عمرؓ رسول اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں کہ اسلام (کا قصر) پانچ (ستونوں) پر بنایا گیا ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، (بیت اللہ کا) کا حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا۔

اس کے برعکس صابئہ مندائیہ مذہب کے ارکان خمسہ مندرجہ ذیل ہیں:

1. توحید اور حیّ العظیم ذات کی واحدانیت کی شہادت دینا
2. وضو اور نماز پڑھنا
3. صدقہ اور احسان
4. روزہ رکھنا
5. رسم اصطباغ کے ذریعے پاکیزگی حاصل کرنا[33]

رکن اول: اس سے مراد ہے" اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ یکتا ہے اس کا باپ ہے نہ بیٹا اور نہ ملکیت میں اس کا کوئی ساجھی ہے بندگی کا حقدار اس کے سوا کوئی نہیں۔ اس کا کوئی مثل نہیں اور نہ اس کا کوئی وزیر۔ وہ اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے۔ ازل سے تا ابد ہے۔ وہ قدیم ذات ہے"۔ صابئون کی اس شہادت کے تذکرے جگہ جگہ مندائی مذہب کی کتاب مقدس "گنزاربا" میں بکھرے پڑے ہیں۔ تفصیل کیلئے وہاں مراجعت ضروری ہے۔ بلکہ "گنزاربا" میں کتاب الاول بعنوان "توحید" قائم کیا گیا ہے۔ کتاب کا یہ حصہ بیان اثبات توحید سے لبریز ہے۔

رکن دوم: صابئہ مندائیہ مذہب کا رکن دوم "اِرشاما وصلوتا۔ الوضوء والصلوۃ" ہے جو دین مندائی میں اساسی اصول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ رکن دوم کی تفصیل یہ ہے کہ صابی مذہب میں طہارت اس پانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے جو اپنے فطری منبع سے منقطع نہ ہوا ہو ۔ باقی وضو بنانے کا طریقہ مسلمانوں کے طریقہ وضو سے ملتا ہے۔ نواقض وضو میں معروف اسباب کے علاوہ حائضہ اور دم نفاس میں

مبتلا عورت کے مس (ہاتھ لگانے سے) کرنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس مذہب میں اقامۃ الصلوۃ کیلئے "امتثال الارتسام" ضروری ہے۔ ارتسام (اِرشاما۔ الرسامۃ) سے مراد یہ ہے کہ اقامت نماز کے وقت سفید لباس میں ملبوس ہونا ضروری ہے بعد ازاں وضو بنانا ضروری ہوتا ہے اس کے نماز۔ نماز کی فرضیت کے بارے میں مندائی مذہب کی مقدس کتاب میں ہے:

"کل پانچ نمازیں فرض کی گئی ہے تین دن کے اوقات میں اور دورات کے اوقات میں۔ اوقات نھار میں تین نمازوں کو "صلوٰۃ الرحمیات" کہا جاتا ہے یعنی رحمت اور مغفرت طلب کرنے کی نمازیں۔ پہلی نماز فجر کے وقت، دوسری نماز ظہر کے وقت اور تیسری نماز غروب شمس سے تھوڑا پہلے"[34]

مندائی مذہب کی نماز رکن سجدہ سے خالی ہے ان کی نماز میں صرف رکوع ہے اور وہ بھی انحناء کے معنی میں۔ اس مذہب میں فرض نماز کے علاوہ نفل نماز کا بھی تصور ہے جس کی تعلیم حضرت یحیٰؑ نے اپنی تعلیمات میں دی ہے۔ گنزاربا اس کے بارے میں تصریح کرتا ہے کہ

"اور جو فرض نماز پر اضافی نماز پڑھے گا اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب میں دگنا اضافہ ہوگا"[35]

جس طرح اسلام میں نماز کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کی طرف سے نصیحت ہے کہ سات سال کا ہو جائے تو انہیں نماز کی تربیت دینا شروع کرو اور دس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اپنے بچوں کو با قاعدہ نماز پر کھڑا کیا کرو۔ مندائی مذہب میں بھی کچھ اس طرح کے ہدایات ملتے ہیں البتہ اس مذہب میں والدین کو حکم ہے کہ پندرہ سال کی عمر کو بچہ پہنچ جائے تو انہیں نماز کی تربیت دے کر با قاعدہ نماز پر کھڑا کیا کریں اگر والدین یہ ذمہ داری بطریقہ احسن نہیں نبھاے گے تو وہ اللہ کے ہاں مسؤل ہوں گے [36]

ابن ندیم نے بھی حرنانی مذہب کی نظام صلوٰۃ پر کافی بسیط بحث کیا ہے۔[37]

رکن ثالث: صابئہ مندائیہ مذہب کا تیسرا رکن " صوما۔ الصوم" ہے۔ ان کے ہاں صوم سے مراد ہے "بہترین اور افضل اعمال بجا لانا۔ اور دو قسم کے روزوں کا تصور پایا جاتا ہے اور دونوں قسم کے روزے ایک دوسرے کی تکمیل کرتا ہے۔

- الصوم الکبیر [صوم النفس]
- الصوم الصغیر [صوم الجسم]

الصوم الکبیر [صوما ربّا] یعنی صوم نفس [صوما اِدنِشمثا] سے مراد ہے کہ قولی، فعلی، قلبی، عقلی، فکری، نومی اور سماعی میں جملہ قسم کے منکرات، موبقات اور محرمات سے نفس کو روکنا جس کے ارتکاب سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ نیز دنیاوی لذات سے کنارہ کشی کر کے زاہدانہ زندگی بسر کرنا، مرغوبات اور شہوات سے اجتناب کرنا، امتثال اوامر الٰہی اور منہیات سے پرہیز کرنا، حلال کھانا اور حرام سے دور رہنا۔ اسی طرح قولی، فعلی، قلبی، فکری، جسمانی اور روحانی جملہ اصناف اثام مماثلت سے نفس کو باز رکھنا۔ صابئہ مندائیہ مذہب کی روزہ کی تفصیلات کتاب مقدس "گنزاربّا" میں موجود ہے [38]

الصوم الصغیر [صومازوطا۔ صوم الصغیر] یعنی صوم الجسم [صوما اِدبغرا۔ صوم الجسم] سے مراد دنیاوی، جسمانی اور حسّی لذات سے جسم کو پاک رکھنا۔ اور روزہ کی یہ قسم مندائیوں پر واجب کی حیثیت سے ایام معدودہ میں ۳۶ روزے رکھنا فرض ہے (البتہ ابن ندیم نے اپنی کتاب "الفہرست" میں تیس روزوں کا ذکر کیا ہے [الفہرست: ۳۸۸])۔ اور یہ چھتیس ایام دو حصے میں منقسم ہیں۔

۱: ایام ثابتہ ۲: ایام متحرکہ

ایام ثابتہ سے مراد مندائی کلینڈر کے مطابق مخصوص ایام میں روزوں رکھنے کا نام ہے اور یہ شمسی کلینڈر کے حساب سے ہو گا۔ جبکہ ایام متحرکہ سے مراد قمری کلینڈر کے مطابق سال کے مختلف اوقات میں روزے رکھنا ہے۔

اسی طرح ایام ثابتہ اور ایام متحرکہ بھی دو اقسام پر مشتمل ہیں: ۱: خفیفہ ۲: ثقیلہ

خفیفہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں بعض طعمیات اور شربات کو بندہ استعمال کر سکتا ہے جبکہ ثقیلہ سے مراد مباح اشیاء سے بھی اجتناب کرنا مثلاً ہر طعام و شرب اور نفسانی و شہوانی لذات سے کنارہ کرنا۔ جملہ اصناف صیام کی تفصیلات مندائی کتب میں موجود ہیں[39]

رکن رابع: صابئہ مندائیہ مذہب کا چوتھا رکن [الصدقہ والاِحسان۔ زِدقا و طبوُثا] ہے اس سے مراد مندائی مذہب کے مطابق رضائے الٰہی کی خاطر فقراء، مساکین، یتامیٰ، بؤساء اور محتاجوں میں عطیات مال، طعام اور لباس تقسیم کرنا ہے۔ اور احسان سے مراد رضائے الٰہی کی خاطر نیکی اور معروف امور سرانجام دینا جیسے مندائی معابد، بے گھروں کیلئے سرائے عام کی تعمیر، دینی کتب کی طباعت اور مریضوں بے کسوں کا علاج معالجہ کرنا۔ گنزاربّا کی ''الکتاب الاول'' میں 'التسبیح الثانی' بعنوان ''الوصایا'' خاص انہی اوصاف حمیدہ کیلئے خاص ہے اگرچہ گنزاربا میں صدقہ اور احسان سے متعلق اوامر بکھرے پڑے ہیں۔[40]

رکن خامس: صابئہ مندائیہ مذہب کا پانچواں رکن [اصطباغ و تطہیر۔ مصبُتا، إدهیّ و إطماشا] ہے۔ رسم اصطباغ مندائی شریعت میں ایک ایسا عظیم فریضہ ہے جو امر لابدی ہے کیونکہ رسم اصطباغ کی بدولت بندہ اللہ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ بدوں اس رسم کے کوئی بھی عبادت یا دینی رسم انجام (قبولیت) تک نہیں پہنچ سکتا۔ رسم اصطباغ ماء طہور سے ہی ممکن ہے اور یہ کھلے آسمان میں غیر منقطع فطری پانی میں خواہ گرمی ہو یا سردی غوطہ لگانے کا نام ہے۔ ان کے نزدیک رسم اصطباغ 'رسم عقیقہ'، 'رسم ازدواج' اور 'اجتماعی بپتسمہ' لینا نہایت ضروری ہے۔ اجتماعی رسم اصطباغ سال میں ایک دفعہ ضروری ہوتا ہے تاکہ پورے سال کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو اور باقی اصناف اصطباغ موقع محل کے مطابق انجام دینی پڑتی ہے۔ جملہ اصناف اصطباغ سے ان کی غایت حضور الٰہی میں اظہار التسلیم اور خضوع ہے۔ اس کی مزید تفصیلات گنزاربّا اور ان کی کتب فقہ میں موجود ہیں۔[41] قرآن مجید میں اصطباغ کا ذکر سورۃ البقرہ میں موجود ہے[42]۔ جس کی تفسیر میں مفسر ابو حیان فرماتے ہیں:

''چونکہ نصاریٰ رسم اصطباغ کے قائل ہے اور ان کے نزدیک جب بچے کی ولادت ہوتی تو اس کو ساتویں دن رسم اصطباغ سے گزارتے اور ایک مخصوص رنگ سے رنگتے جس کو نصاریٰ کی اصطلاح میں ''معمودیہ'' کہا جاتا ہے۔ اس سے ان کا مقصود تطہیر حاصل کرنا ہوتا ہے تو اللہ نے فرمایا کہ اصل تطہیر ایمان کے ساتھ حاصل ہوتا ہے نہ کہ ایک مخصوص رنگ میں رنگنے سے۔ یہی رسم اصطباغ حرنانیہ (صابئہ مندائیہ) مذہب کا بھی جزو لاینفک ہے۔ اور اسی وجہ سے اس مذہب کا ایک نام ''مغتسلون'' بھی آیا ہے۔ اسلام میں رسم اصطباغ کی جگہ تطہیری عمل کیلئے بچے کا ''عقیقہ اور ختنہ'' کہا جاتا ہے۔ ابو حیان نے ''بحر المحیط'' میں اس ضمن میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ '' حضرت عیسیٰؑ نے حضرت یحیٰؑ سے 'اصطباغ' لیا تھا جس کی وجہ سے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو 'صابغ' اور اس عمل تطہیر کو ''تغمیس'' کہا۔ (ہمارے ہاں عرف عام میں محاورتاً کچھ اس طرح کہا جاتا ہے کہ 'فلاں آدمی فلاں کی رنگ میں رنگ گیا ہے') حرنانیہ مذہب کے حاملین چونکہ اپنی نسبت حضرت یحیٰؑ کی طرف کرتے ہیں۔ اسلئے ان کے نزدیک بھی یہ رسم امر لابدی ہے۔ مسیحیت اور مندائیت دونوں مذاہب میں اس

رسم کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔ اور اس رسم کو "اصطباغ" سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ " آدمی کے بدن پر اس خاص رنگت میں رنگنے کی وجہ سے اس کا ظہور ہوتا تھا جس طرح کپڑا رنگنے کا اثر کپڑے پر ظاہر ہوتا تھا۔ "[43]

القصہ، حرنانی مذہب المعروف باصابئہ مندائیہ (بابلیون، مغتسلون) عصر حاضر میں ایک ایسا مذہب ہے جو انتہائی قدیم ہے اور نصوص اسلامیہ اور نصوص مندائیہ کی روشنی میں اس کی جڑیں بہت قدیم ہے۔ حرنانی مذہب سے وابستہ مشائخ اور دین اسلام سے وابستہ جملہ محققین، مفکرین، مفسرین اور محدثین سب اپنی کتابوں میں اس کو زیر بحث لاتے ہیں۔ اس مذہب کا اپنا نظام علمیات (اعتقادات۔ ایمانیات) بھی ہے اور اپنا نظام عملیات (شریعت) بھی جس کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ اس مذہب پر مزید تحقیق کی گنجائش موجود ہے یہاں تک کہ اس پر ایک تقابلی ڈاکٹریٹ بھی کیا جاسکتا ہے ان لوگوں کی قدیم تاریخ بتاتی ہے کہ یہودیوں اور مسیحیوں سے ان کی دینی بنیادیں نہایت پرانی ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت ادریسؑ کی عہد نبوت کے ساتھ اس مذہب کی تانے بانے بتائے جاتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اسلام کے کامل دین کی وجہ سے اس مذہب کا حق پر ہونا، عقیدہ توحید پا قائم ہونا، جملہ سلسلۂ ایمانیات کا کسی نہ کسی صورت میں اس مذہب میں موجود ہونا، اپنی شریعت کی پاسداری کرنا، اسلام کے ارکان خمسہ کی طرح ارکان دین کو پایا جانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ جب تک اسلام کو اپنا دین تسلیم نہ کرلیں اور اللہ کی وحدانیت اور رسول اکرم ﷺ کی رسالت کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق نہ کرلیں۔ اسلئے تو قرآن مجید نے اس مذہب کے پیروکاروں کو یہود اور نصرانیوں کی طرح دعوت ایمان دیا۔ قرآنی نصوص اس پر شاہد ہیں۔

حواشی و مراجع:

[1] عراق کا شہر موصل کے شمال میں واقع بستی حران کی طرف نسبت کی وجہ سے اس مذہب کو حرّانی یا حرنانی مذہب کہا جاتا ہے کیونکہ یہی شہر صابئہ مندائیہ مذہب کیلئے پھلنے پھولنے کا سبب بنا تھا[الصابئۃ المندائیون۔ العقیدۃ والتاریخ، محمد نمر المدنی، ص ۱۷۸] علامہ شہرستانی نے "حرنانیہ" مذہب کے معتقدات اور عملیات پر "الملل والنحل" میں کافی بسیط بحث کیا ہے۔ اور حاشیہ میں الاستاذ احمد فھمی محمد کی ضمیمہ کے طور پر بحث مزید لائق اعتناء ہے۔ دونوں محققین کی بحث و تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو توحید کے قائل ہے اور اپنی نسبت [آغاثاذیمون۔ حضرت شیثؑ] اور [ھرمیس۔ حضرت ادریسؑ] کی طرف کرتے ہیں۔ انبیاء کرام کی رسالت اور آسمانی کتب اور صحف سماویہ پر یقین رکھتے ہیں۔ اقامۃ الصلوۃ اور روزوں کے بھی قائل ہے۔ مزید لکھتا ہے کہ یہی جماعت ہمارے زمانے میں "صابئہ" کے نام سے معروف ہے۔ جس کے ساتھ مامون کی اپنی دور خلافت میں ملاقات بھی ہوئی تھی اور جزیہ کی بابت مباحثہ بھی ہوا تھا۔ اس مباحثہ سے قبل یہ مذہب "حرنانی مذہب" سے معروف تھا البتہ بعد ازاں مسلمانوں کے قتل سے محفوظ ہونے کیلئے اور جزیہ دینے کیلئے انہوں نے خود کو "صابئہ" سے موسوم کیا۔ اور اسی طرح مسلمانوں کی طرف سے ان کے ساتھ رواداری کا مظاہرہ کیا گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل "الملل والنحل" کے حاشیہ میں موجود ہے۔ [الملل النحل۔ ۲:۳۶۱] البتہ ابوریحان البیرونی (۴۴۰ھ) حرنانیہ اور صابئہ ایک مذہب نہیں سمجھتے۔ وہ لکھتا ہے کہ صابئہ وہ مذہب ہے جو "حنفاء" کے مقابلے میں تھا[الآثار الباقیہ عن قرون الخالیہ۔ ۳۱۸]

[2] محمد بن اسحاق بن محمد بن اسحاق ابو الفرج بن ابی یعقوب ابن الندیم بغداد کے رہنے والے اور کتب فروش تھے۔ انہوں نے جوانی میں کتاب "الفہرست" کو مرتب کیا اور سن کھولت میں اس پر نظر ثانی کی۔ ۴۳۸ھ کو وفات ہوئے ہیں۔ [الأعلام۔ ۶:۲۹]

[3] الفہرست لابن ندیم :ص ۳۸۷

[4] اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [سورۃ البقرۃ۔ ۲:۶۲] اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [سورۃ المائدہ۔ ۵:۶۹]، كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۔ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ [سورۃ الحج۔ ۲۲:۱۷]

5 عبد الرحمن بن محمد ابو حاتم بن ادریس بن منذر، حنظلی، رازی، ابو محمد "رے" میں ۲۴۰ھ کو مولد ہوئے۔ کبار حفاظ حدیث میں سے تھے۔ اسماء الرجال کے ماہرین میں سے تھے۔ ۳۲۷ھ کو اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔[تذکرۃ الحفاظ، ۸۲۹:۳۔ الأعلام، ۳۲۴:۳]

6 تفسیر ابن ابی حاتم ۱۲۷:۱

7 سیرۃ ابن ھشام۔ ۳۴۹:۱

8 محمد بن عبد الکریم بن احمد، ابو الفتح نیشاپور اور خوارزم کے مابین ایک جگہ "شہرستان" میں ۴۷۹ھ کو تولد ہوئے تھے۔ آپ علم الکلام، ادیان امم اور مذاہب فلاسفہ کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ آپ اپنی علمی عمق اور باطل کے خلاف مضبوط دلائل رکھنے کی وجہ سے اہل باطل کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح ہر وقت کھٹکتے رہتے تھے۔ ۵۱۰ھ میں بغداد منتقل ہوئے اور ۳۰ سال کا عرصہ گزارنے کے بعد اپنے وطن واپس ہوئے اور ۵۴۸ھ کو شہرستان میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔[الأعلام۔ ۲۱۵:۶، تاریخ الاسلام۔ ۹۴۱:۱۱]

9 الملل والنحل۔ ۳۱۸:۲

10 عبد الحق بن محمد میر، الحنفی، الدھلوی ہندوستان کے پنجاب کا ایک علاقہ "انبالہ" میں ۱۲۶۷ھ کو پیدا ہوئے۔ مختلف جگہوں میں اپنی علمی تشنگی بجھائی۔ مولانا نذیر حسین محدث دہلوی سے علم حدیث میں سند الفراغ حاصل کیا۔ بعد ازاں دہلی کی فتح پوری مدرسہ میں عرصہ دراز تک استفادہ عامہ کی خاطر لپٹے رہے، فرنگی سلطنت نے انہیں "شمس العلماء" کا خطاب بھی دیا۔ "تفسیر حقانی" جیسی تصنیف اپنی یادگار چھوڑی۔ ۱۳۳۵ھ کو دار فانی سے کوچ کر گئے۔[نزھۃ الخواطر، عبد الحئ لکھنوی، ۱۲۶۴:۸]

11 ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم عمری، شافعی (درساً)، حنفی (مسلکاً)، نقش بندی (سلوکاً) محدث دہلوی ۱۷۰۳ء کو پانی پت میں پیدا ہوئے۔ ۱۵ سال تک جملہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی۔ سولہ سال کی عمر میں تدریس کی باقاعدہ اجازت مل گئی۔ برصغیر میں قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر کی اشاعت کا سہرا آپ کے سر پر ہے۔ علاوہ ازیں اس خطے میں حدیث مشتہر کرنے میں بھی آپ کا حظ وافر ہے۔ ۶۲ سال کی عمر میں دہلی میں ۱۷۶۲ء کو داغ مفارقت دے گئے۔[نزھۃ الخواطر۔ ۴۱۰:۶، تذکرہ علمائے ہند۔ ۵۴۲]

12 تحریف امام شاہ ولی اللہ کی ایک اصطلاح ہے جس کی تعریف اس نے اس طرح کی ہے۔[أما التحريف فإن قصته هي أن أولاد سيدنا إسماعيل عليه السلام –كانوا على شريعة جدهم إبراهيم عليه السلام – حتى وجد فيهم "عمرو بن لحى" لعنه الله – ووضع لهم الأصنام وشرع لهم عبادتها، واختراع طقوس البحيرة والسائبة والحام، والاستقسام بالأزلام وأمثال هذه من الطقوس والبدع، وقدكان ذلك قبل بعثة النبي – صلى الله عليه وسلم – بقرابة ثلاثمائة سنة۔[الفوز الکبیر۔۳۸]]

13 احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن ابی القاسم، دمشقی، حنبلی، ابو العباس، تقی الدین ابن تیمیہ حران میں ۶۶۱ھ کو پیدا ہوئے، بعد ازاں والد ماجد کی معیت میں مصر میں سکونت اختیار کیں۔ بڑے فطین اور ذکین واقع ہوئے تھے۔ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ ہر فن میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ قلعہ دمشق میں حالت اسارت میں خالق حقیقی سے جا ملے۔[البدایہ والنہایہ۔ ۱۴۱:۱۴، المعجم المختص بالمحدثین، ذہبی: ۲۵، الأعلام ۱۴۴:۱]

14 الرد علی المنطقیین، ابن تیمیہ، ۴۵۴

15 الملل والنحل ۲۸۹:۲، تفسیر حقانی ۸۶:۵

16 اس نسبت کے بارے میں ابو الحسن جمال الدین، القفطی[علی بن یوسف بن ابراہیم الشیبانی، القِفطی، ابو الحسن، جمال الدین مصر کا علاقہ "قِفط" میں ۵۶۸ھ کو پیدا ہوئے۔ اور حلب (شام) میں سکونت اختیار کی۔ جہاں وہ قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائض رہے جس کی وجہ سے "الوزیر الاکرم" کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اعلیٰ پایہ کا مؤرخ گزرا ہے۔ پچاس ہزار درہم پر اپنے مطالعہ کیلئے ایک لائبریری ترتیب دی تھی۔ اس کا در تھا اور نہ اس کی بیوی۔ حلب ہی میں ۶۲۲ھ کو وفات پائی۔[الأعلام۔ ۳۳:۵]] نے اپنی کتاب میں کافی بسیط بحث کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے[حضرت ادریسؑ کا مندائی نام 'ہرمیس'، بابلی نام 'حنوک' (اخنوخ)، یونانی نام 'اورین' بمعنی سعید اور قرآنی نام 'ادریس' آیا ہے۔ بابل جائے ولادت ہے اگرچہ ایک گروہ کے مطابق مصر میں موضع 'مَنف' میں پیدا ہوئے تھے۔ علامہ شہرستانی کے مطابق بابلی ہے اور جب ایک عرصہ کے بعد نبوت سے سرفراز ہوئے اور اپنی قوم کو مخالفت کے نتائج سے بھی آگاہ کیا تو بعض ایمان لائے جبکہ اکثریت نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بابل چھوڑنے کا حکم ہوا اور مصر چلے

آئے اسی وجہ سے مصر میں یہ قوم "بابلیون" کے نام سے مشہور ہوئی۔ مصر میں وہ اللہ کی دی ہوئی شریعت کی تبلیغ کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کافی علوم الہام کر دیئے جس کی آپ نے اپنی قوم کو تعلیم دی۔ سخن کوتاہ، اللہ نے آپ کو اوپر اٹھالیا (تفسیر ابن جریر ۱۸: ۲۱۲) یا رفعت عالی سے سرفراز کیا (جمہور مفسرین)۔ صابئہ مندائیہ ادریسی شریعت کے متبع ہیں۔ اور وہ اس کی لائی ہوئی شریعت کو "قیّمہ" سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس مذہب کا قبلہ خط نصف النہار پر سیدھا جنوب کی طرف ہے۔ [إخبار العلماء بأخبار الحكماء، ابو الحسن جمال الدین قفطی ص ۸]]

[17] سفر التكوين۔ صحاح ۵ درس ۱۸ تا ۲۴

[18] الصابئون المندائیون: ایمانھم وعقیدتھم: ص ۳۹

[19] الكنز العظيم [گنزاربا] ص ۲، ۳

[20] سورۃ الأعلیٰ۔ ۸۷: ۱ تا ۳

[21] (قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى - وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى - بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا - وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى - إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى - صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى)[سورۃ الأعلیٰ۔ ۸۷: ۱۴ تا ۱۹]

[22] الملل والنحل۔ ۲: ۳۴

[23] سورۃ النجم۔ ۵۳: ۲۶ تا ۲۸

[24] [أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَى-وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى-أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى-وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى-وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَى-ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَى--وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتَ وَأَحْيَا-وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَى وَأَقْنَى-وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَى][سورۃ النجم۔ ۵۳: ۳۶ تا ۴۹]

[25] الكنز العظيم (گنزاربا) ص ۴۔ الصابئون المندائیون: ایمانھم وعقیدتھم، حسام هشام العیدانی۔ ص ۲۹

[26] الكنز العظيم (گنزاربا) ص ۱۰، ۱۱

[27] سورۃ السبا۔ ۳۴: ۴۰ تا ۴۲

[28] الكنز العظيم (گنزاربا)۔ ص ۱۱

[29] الكنز العظيم (گنزاربا)۔ ص ۲۳، ۲۶۴، ۲۶۵

[30] الكنز العظيم (گنزاربا) ص ۲۰۰ تا ۲۰۲

[31] الصابئون المندائیون: ایمانھم وعقیدتھم۔ ص ۲۱

[32] الصحیح البخاری، باب قول النبی ﷺ 'بنی الاسلام علی خمس' رقم ۸، ۱: ۱۱

[33] الصابئۃ المندائیون: ایمانہم وعقیدتہم۔ ص ۴۲

[34] الكنز العظيم (گنزاربا)، الکتاب الاول، التسبیح الثانی بعنوان 'الوصایا' ص ۱۰۔ الکتاب العاشر بعنوان 'تحذیر منداد ھی للمؤمنین' ص ۱۸۰

[35] الكنز العظيم (گنزاربا)، الکتاب التاسع بعنوان 'تعالیم یحیٰ'' ص ۱۷۴

[36] الصابئون المندائیون: ایمانھم وعقیدتھم۔ ص ۴۴

[37] الفہرست: ۳۸۷

[38] الكنز العظيم (گنزاربا)، الکتاب الاول، التسبیح الثانی بعنوان 'الوصایا' ص ۱۴

[39] الصابئون المندائیون: ایمانھم وعقیدتھم۔ ص ۴۵ تا ۵۲

[40] الكنز العظيم (گنزاربا)، الکتاب التاسع بعنوان 'تعالیم یحیٰ' ص ۱۷۱

[41] الكنز العظيم (گنزاربا)، الکتاب الاول، التسبیح الثانی بعنوان 'الوصایا' ص ۱۶، ۱۷۔ الکتاب الثانی عشر بعنوان 'الضوء الثانی' ص ۱۸۵۔ گنزاربا ص ۲۰۱۔

[42] [صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ۔ سورۃ البقرۃ ۲: ۱۳۸]

[43] البحر المحیط۔ ۱: ۶۵۵